رجب کے کونڈے تاریخ کے آئینے میں

بدع شھررجب

(باللغة الأردية)

تاليف

تفضيل احمد ضيغم ايم .اے

فاضل جامعة الدعوة الإسلامية

مراجعه

شفيق الرحمن ضياء الله مدنى

ناشر

مكتب تعاونى برائے دعوت وارشاد وتوعية الجاليات

ربوه- رياض- مملكت سعودى عرب

الناشر

المكتب التعاونى للدعوة وتوعية الجاليات بالربوة

الرياض –المملكة العربية السعودية

islamhouse.com

رجب کے کونڈے

تاریخ کے آئینے میں

رجب کے کونڈے تاریخ کے آئینہ میں

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نسلِ انسانی کی فلاح و بہبود سے متعلقہ جتنی چیزیں بھی تھیں نازل فرما دیں اور یہ ایسا دین ہے کہ جس کو پیغمبر آخریں حضرت محمد ﷺ پر نازل فرما دینے کے بعد اللہ رب العزت نے تکمیل دین کی یہ مہر بھی لگا دی۔

﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ [المائدۃ : ۳]

''کہ کائنات کے لوگو! میں نے تمہارے لئے تمہارے دین اسلام کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو بھی مکمل کر دیا اور تمہارے لئے پسند بھی اسی دین کو کیا۔''

شروع سے آج تک پوری امتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ پیارے پیغمبر ﷺ نے رسالت کا حق ادا کر دیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہ کسی چیز کو چھپایا اور نہ اس کے آگے پہنچانے میں کوتاہی کی بلکہ ہر وہ کام اور طریقہ جو اللہ کے قرب کا باعث ہو سکتا تھا اس کی جانب رہنمائی فرما دی اور ہر وہ کام جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بن سکتا تھا اس کی نشاندہی فرما دی۔

محترم بھائیو! یہ دین تو آسان ہی بہت تھا ایک قرآن اور دوسری نبی ﷺ کی سنت اور بس۔لیکن ہم نے اسے آج مشکل کر دیا ہے۔ اگر کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ہم میں

سے بعض ان پڑھ مولوی حضرات نے اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے پیٹ کو بھرنے کیلئے دین میں بعض ایسی چیزوں کو شامل کر دیا ہے۔ جن کا نہ کوئی دین سے تعلق ہے نہ سنت سے اور نہ شریعت سے بلکہ ان کا تعلق محض پیٹ سے ہے اور یہ کبھی نہیں سوچا کہ ہم نے اپنا پیٹ تو بھر لیا لیکن اس قدر مہنگائی کے دور میں بھولی عوام کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کر دینے کے باوجود کہ میں نے دین کو مکمل کر دیا ہے' ہم ان نئی چیزوں کے ذریعہ سے اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ نہیں اے ہمارے رب! تیرا دین ابھی مکمل نہیں ہوا ہم زیادہ عقل مند ہیں۔ بعض چیزیں تیرے پیغمبر سے رہ گئی تھیں اس لئے ہم مکمل کر رہے ہیں۔ ''نعوذ باللہ من ذالک'' انہی ایجاد کردہ من گھڑت چیزوں میں سے ایک ہے۔ ''رجب کے کونڈے'' ہر سال ۲۲ رجب کو عام و خاص بڑے اہتمام سے اس بدعتِ مذمومہ کو دہرا رہے ہیں۔

رجب کے کونڈے:

تعجب کی بات ہے کہ بعض احباب اچھے خاصے پڑھے لکھے ہونے کے باوجود اس توہمانہ رسم بد میں مبتلا ہیں جبکہ خود کو وہ بڑے فخر سے (Bright Minded) کہتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی عقیدہ ہے کہ رجب کے مہینہ میں کونڈوں کو نہ بھرا گیا تو کاروبار میں نقصان ہوسکتا ہے اور کوئی آفت آ سکتی ہے اور کونڈوں کا ختم دلانا مصائب کا حل ہے اور ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سمجھتا ہے کہ یہ تفریح طبع کیلئے کھانے پینے کا سامان ہے اور بس ایسے دونوں گروہ ہی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور رشد و ہدایت کے سرچشمہ یعنی قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اگر ایک طرف گمراہ ہو گئے تو دوسری طرف اپنے ہاتھوں دینی اقدار کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔

قرآن پاک کے کسی حکم پر ہے نہ پیارے رسول ﷺ کے کسی فرمان پر اور نہ ان کی پاکیزہ زندگی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ کتبِ فقہ میں بھی اس کا ذکر نہیں۔ اس کی بنیاد ایک گمراہ کن فرضی داستان پر ہے جو داستان عجیب کے نام سے مشہور ہے اور اسے امامیہ مسلک کے ایک شیعہ افسانہ نگار نے بطور مثنوی نظم کے لکھا تھا اور اسے حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت قرار دیا کونڈوں کی رسمِ بد کا تعلق بھی شیعہ سے ہے لیکن اس داستان عجیب کو اس طرح مذہبی رنگ میں پیش کیا گیا کہ یہ آہستہ آہستہ دوسرے ممالک کے لوگوں میں بھی پھیل گئی۔ لیکن اب وائے اس اندھی عقیدت کہ حقیقت سے آنکھ کو بند کر لیا گیا بلکہ حقیقت خرافات میں کھو گئی۔

کتاب داستانِ عجیب کا خلاصہ:

حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ہم قارئین کرام کی خدمت میں اس من گھڑت داستان کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جس پر رسم کونڈہ کی بنیاد ہے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ حیات تھے۔ ان کے دور میں مدینہ منورہ میں ایک لکڑ ہارہ رہا کرتا تھا۔ اس بے چارے کی اولاد زیادہ تھی اور آمدن کم' اس کا ذریعہ معاش بس اتنا ہی تھا کہ جنگل میں جاتا لکڑیاں کاٹتا اور بازار میں لے جا کر بیچ دیتا جو تھوڑی بہت آمدن ہوتی تنگی ترشی سے وقت پاس کرتا۔ اس بھوک اور تنگدستی سے وہ اکتا گیا۔ چنانچہ کسی دوسرے ملک میں جانے کا سوچا اور چل دیا۔ اس طرح گھر بار چھوڑ کر پردیسی ہو گیا۔ لیکن مقدر نے ساتھ نہ دیا وہاں بھی وہی بھوک اور تنگدستی۔

دیارِ غیر میں اسی حال میں اس نے زندگی کے بارہ سال گزار دیئے۔ پردیس میں گھر بھی یاد آتا تھا' بیوی بچے بھی یاد آتے تھے لیکن شرمسار تھا بے چارہ کہ آج تک بارہ سال گزر چکے گھر والوں کو کچھ بھیجا نہیں شرمندگی اور ندامت سے خالی ہاتھ جاتا نہیں تھا کہ لوگ کیا کہیں گے یہ آدمی باہر کے ملک گیا اور خالی ہاتھ واپس آ گیا۔

ادھر لکڑ ہارے کے چلے جانے سے گھر والوں کا واحد سہارا ان سے چھن گیا۔ آخر لکڑ ہارے کی بیوی وزیر کی بیوی کی خادمہ بن گئی گھر میں جھاڑو دے دیتی کچھ روپے پیسے مل جاتے پھر ایک دن ہوا کیا؟

لکڑ ہارے کی بیوی اسی وزیر کی بیگم کے محل کے صحن میں جھاڑو دے رہی تھی کہ اچانک وہاں سے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا جب اس محل کے صحن میں پہنچے تو اچانک رک گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے پوچھا کہ یہ کون سا مہینہ ہے اور آج کون سی تاریخ ہے۔ عقیدت مندوں سے ایک بڑھا اور دست بستہ عرض کی حضور یہ رجب کا مہینہ ہے اور آج رجب کی بائیس تاریخ ہے۔ پھر پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ رجب کی بائیس تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟

عرض کی حضور ہی بہتر جانتے ہوں گے۔ امام صاحب نے فرمایا! او میرے مریدانِ خاص! آیئے پھر سن لیجئے! اس دن کی فضیلت ہے اگر کوئی شخص مصیبت اور پریشانی میں گرفتار ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو میرے نام کے کونڈے بھرے۔ اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ وہ بازار سے نئے کورے کونڈے خرید کر لائے انہیں گھی میں تلی ہوئی میٹھی خستہ پوریوں سے بھرے، پھر چادر بچھا کر کونڈوں کو اس چادر پر رکھے اور پورے اعتقاد کے ساتھ میرا ختم دلائے پھر میرا ہی وسیلہ پکڑ کر اللہ سے دعا کرے تو اس کی ہر حاجت اور ہر مشکل حل ہو جائے گی اور پھر اس طرح کے عمل سے کسی کی مراد پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اسکی باز پرس کر سکتا ہے۔ حضرت نے یہ سب کچھ فرمایا اور پھر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔

لکڑ ہارے کی خستہ حالی بیوی جو وہاں جھاڑو دے رہی تھی، اس کو جب حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے گردشِ روزگار اور مصیبتوں سے نجات کا یہ گر معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی تمام کام چھوڑ کر اس نے حضرت کے کونڈوں کا اہتمام کیا اور دعا کی کہ

اے اللہ! امام صاحب کے صدقے میری تمام مصیبتیں دور کر دے' میرا شوہر خیریت سے گھر لوٹ آئے اور اپنے ساتھ کچھ مال و دولت بھی لائے۔

اس نے کونڈوں کا ختم دلایا اور فارغ۔ ادھر لکڑ ہارا بارہ سال سے تنگ دستی کا زمانہ گزار رہا تھا لیکن حضرت کی کرامت دیکھئے جیسے ہی مدینے میں لکڑ ہارے کی بیوی نے کونڈے بھرے ویسے ہی لکڑ ہارے کے پردیس میں دن پھر گئے۔

کس طرح؟ ایک دن جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ اچانک کلہاڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری' کلہاڑی گرنے سے زمین پر دھماکہ سا ہوا اس سے لکڑ ہارے نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین اندر سے شاید خالی ہے' نیچے اترا زمین کھودنا شروع کر دی' زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہاں سے ایک شاہی خزانہ مل گیا۔ زرو جواہر مال و دولت اور سونا چاندی وغیرہ سے بھرپور۔ اب اس نے آہستہ آہستہ خزانہ گھر منتقل کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایک دن یہ تمام مال و دولت اونٹوں اور گھوڑوں پر لاد کر مدینہ منورہ اپنے مکان پر پہنچا۔ گھر پہنچ کر لکڑ ہارے نے وزیر کے محل کے سامنے ایک عالی شان محل تعمیر کیا اور نوابوں کی طرح وہاں رہنا شروع کر دیا۔ ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم اپنے محل کے بالا خانے پر چڑھی تو سامنے ایک خوبصورت عالی شان محل دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اپنی خادماؤں سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے؟ سب نے بیک زبان کیا' اس لکڑ ہارے کا جس کی بیوی آپ کے گھر جھاڑو دیا کرتی تھی۔ یہ سن کر اس نے ایک خادمہ کو حکم دیا کہ میری اس نوکرانی کو ذرا بلا کر تو لانا۔ لکڑ ہارے کی بیوی آئی' اس سے پوچھا! اری کل تک تو دو وقت کی روٹی کو ترستی تھی' اور آج یہ ٹھاٹ باٹھ اس کی وجہ کیا ہے؟

لکڑ ہارے کی بیوی نے حضرت کے اشارے کے مطابق کونڈے بھرنے اور ایک بڑا خزانہ ہاتھ لگنے کی داستان بیان کر دی۔ یہ سن کر وزیر کی بیوی نے اس کا مذاق اڑایا اور کہا' لگتا ہے تیرا شوہر ڈاکہ ڈال کر مال لے آیا ہے اور نام رکھ لیا ہے کونڈوں کا۔ وزیر کی بیوی جب

کونڈوں کی فضیلت پر ایمان نہ لائی تو اس کے شوہر پر غیب سے ایک مصیبت نازل ہوئی اس پر ملکی خزانہ لوٹنے اور کرپشن کا الزام لگا اور اسے برطرف کرنے کے ساتھ جلا وطن بھی کر دیا گیا۔ جو کل تلک وزیر تھا آج ملک چھوڑ کر جا رہا تھا۔ راستے میں چلتے ہوئے اس نے ایک خربوزہ خرید لیا کہ بھوک کے وقت کھالیں گے۔

اب دیکھیے! جس دن وہ معزول ہوا اسی دن بادشاہ کا شہزادہ شکار پر گیا اور شام کو گھر نہ آیا۔ مشیروں میں سے کسی نے کہا' عالی جاہ! ہوسکتا ہے اسے معزول وزیر اعظم نے قتل کروا دیا ہو۔ حکم صادر ہوا کہ اس وزیر کو پکڑ کر ابھی دربار میں پیش کیا جائے۔ اس بیچارے نے ابھی آدھا سفر بھی طے نہیں کیا تھا کہ دوبارہ گرفتار ہو کر بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ وزیر کے ہاتھ میں رومال میں بندھا ہوا خربوزہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ عرض کی حضور! خربوزہ ہے۔

لیکن جب رومال کھول کر دیکھا گیا تو خربوزے کی بجائے شہزادے کا خون میں لتھڑا ہوا سر تھا۔ وزیر بھی حیران تھا کہ یہ خربوزہ شہزادہ کیسے بن گیا۔ حکم ہوا کہ ان دونوں کو جیل میں بھیج دیا جائے اور صبح سویرے انہیں پھانسی دے دی جائے۔ اب جیل میں میاں بیوی نے سوچا' ہم سے ضرور کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے جس کی سزا ہمیں مل رہی ہے آخر وزیر کی بیگم کو یاد آ گیا کہ کافی دن ہوئے میں امام جعفر رحمۃ اللہ کے کونڈوں کے عقیدے پر ایمان نہ لائی تھی پھر دونوں نے رو رو کر اپنے گناہ کی معافی مانگی اور پختہ عزم کر لیا کہ اگر اس مصیبت سے نجات مل جائے تو ہم ضرور امام صاحب کے کونڈے بھریں گے۔

اب جیسے ہی بیگم نے عقیدت سے کونڈے بھرنے کا ارادہ کیا حالات نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ کا گم شدہ شہزادہ کونڈوں کی برکت سے صحیح سلامت واپس آ گیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا فوراً قیدیوں کو بلانے کا حکم دیا رومال کھول کر دیکھا تو وہاں شہزادے کے سر کی بجائے خربوزہ تھا۔ بادشاہ نے معزول وزیر سے پوچھا' بتا تو سہی آخر وجہ کیا ہے۔ کہا حضور! میری بیوی

کونڈوں کے عقیدہ پر ایمان نہ لائی تھی۔ پھر لکڑ ہارے سے لے کر پوری داستان بیان کر دی۔ بادشاہ بڑا متاثر ہوا۔ وزیر کو دوبارہ اس کا عہدہ عطا کر دیا اور مزید خلعت فاخرہ سے نوازا۔ پھر شاہی محلات سے لے کر وزیر کے محل تک بڑی دھوم دھام اور اہتمام کے ساتھ کونڈے بھرنے کی ''رسمِ بد'' ادا کی گئی اور وزیر کی بیگم تو زندگی بھر ہر سال عقیدت کے ساتھ حضرت امام جعفر رحمہ اللہ کے کونڈے بھرتی رہی۔

داستان عجیب پر ایک نظر:

داستانِ عجیب جس پر کونڈوں کی بنیاد ہے سراسر من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی افسانہ ہے۔ اس کذب بیانی پہ ذرا غور فرمایئے۔

- اس افسانے میں کہا گیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اس قسم کے عمل کرنے پر گارنٹی اور ذمہ داری کے ساتھ دعویٰ کیا ہے کہ اگر کونڈے بھرنے کے بعد کسی کی حاجت پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ لے۔ ایک لمحہ سوچئے! کیا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی زبان سے کسی ایسی رسم کے متعلق ایسے الفاظ نکل سکتے ہیں جس کو ان کے جد اعلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ کیا ہو' تاجدار مدینہ ﷺ نے نہ کیا ہو' خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی نہ کیا ہو۔
- لکڑ ہارے کی بیوی بارہ سال تک وزیر کی بیگم کے ہاں ملازمت کرتی رہی جب اس کا خاوند مالدار ہو کر واپس لوٹا تو بیوی نے ملازمت کو ترک کر دیا اور وزیر کی بیوی کو ملازمت چھوڑنے کی خبر تک نہیں حالانکہ ملازم جو اتنی دیر سے کہیں نوکری کر رہا ہو مالک اس کے گھریلو حالات سے بھی واقف ہو جاتا ہے۔ اتنا شاندار محل بننے میں کئی ماہ صرف ہوئے ہوں گے۔ ایک دو دن کی تو بات ہی نہیں ہے لیکن وزیر کی بیوی کو اس وقت پتہ چلتا ہے جب وہ اتفاقاً بالا خانے پر جاتی ہے حالانکہ محلّہ یا بستی میں کوئی معمولی سی تعمیر بھی ہو تو پورے محلّہ والوں کو پتہ ہوتا ہے۔

❀ اگر یہ اتنا عظیم الشان کام تھا تو اس واقعہ کا ذکر تاریخ کی کسی بھی کتاب میں ملنا چاہئے تھا لیکن یہ ذکر خیر کسی بھی کتاب میں موجود نہیں نہ تاریخ اسلام میں حتیٰ کہ شیعہ کی مستند کتابیں جن میں بارہ اماموں کا ذکر ہے کسی بھی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ کے حالات میں ضمناً اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

❀ ساری داستان بادشاہ اور وزیر کے گرد گھومتی ہے جن کے محلّات مدینہ منورہ میں ثابت کئے گئے ہیں اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ کی پیدائش شیعہ کتب کے مطابق ۸۳ ہجری اور وفات ۱۴۸ھ ہے۔ شیعہ کی معتبر کتاب ''چودہ ستارے'' کے مصنف نجم الحسن کراروی نے لکھا ہے کہ امام صاحب کا عہد عبدالملک بن مروان سے لے کر ابوجعفر منصور تک ہے اور عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ ہے جس کے دور میں دارالخلافہ دمشق تھا اور منصور عباسی حکمران ہے۔ اس دور میں بغداد دارالخلافہ رہا مدینہ منورہ اس سارے عرصہ کے دوران کبھی دارالخلافہ نہیں رہا۔ امویوں کا دارالخلافہ دمشق اور عباسیوں کا بغداد تھا۔ جب مدینہ دارالخلافہ ہی نہیں رہا تو وہاں بادشاہ اور وزیر کے محلات کہاں سے آ گئے اور پھر اس وقت بادشاہت کا تصور ہی نہیں تھا اس دور کے حکمران خود کو خلیفہ کہا کرتے تھے۔ یہ تاریخی حقائق اس داستان کے جھوٹ ہونے کا ثبوت ہیں۔

اب ذرا سوچئے! کونڈوں کے بارے میں جو من گھڑت قصہ پیش کیا جاتا ہے وہ تو جھوٹا ثابت ہوا پھر ان کونڈوں کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اور کونڈے بھرنے کی وجہ کیا ہے؟

کونڈوں کی ابتداء:

پیر جماعت علی شاہ کے ایک مرید مصطفیٰ علی خان نے ایک کتابچہ لکھا ہے جو ''جواہر المناقب'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ کونڈوں کی ابتداء ۱۹۰۶ء میں ریاست رام پور یو۔پی سے ہوئی۔ ایک مشہور شاعر امیر مینائی گزرا ہے۔ اسکے بیٹے خورشید احمد مینائی نے داستان عجیب کے نام سے کونڈوں کے بارے میں کتاب چھپوا کر ۱۹۰۶ء میں تقسیم

کروائی۔ رام پور سے نکل کر یہ رسم بد لکھنو پہنچی پھر ۱۹۱۱ء میں لکھنو کے قریبی علاقوں اودھ روہیل کھنڈ اور دوسرے علاقوں میں یہ رسم پھیل گئی۔ یہاں سے یہ آہستہ آہستہ گردش کرتی ہوئی مختلف علاقوں میں توہم پرست لوگوں کے درمیان پھیلتی چلی گئی۔

کونڈے بھرنے کی وجہ:

دشمنان صحابہ ہمیشہ سے اپنی دشمنی کا کسی نہ کسی طرح اظہار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ۲۲ رجب کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے اس ''رسمِ بد'' کو شروع کیا۔ شروع شروع میں کونڈوں کی یہ رسم خفیہ طور پر صرف شیعہ کے اندر ہی منائی جاتی تھی پھر انہوں نے اس رسم میں دوسروں کو شریک کرنے کے لئے نہایت ہوشیاری اور چابکدستی سے اس داستانِ عجیب کی من گھڑت کرامت کو سُنی عوام کے سامنے پیش کیا۔

چنانچہ دیگر مسلمان بے چارے لاشعوری طور پر ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے جشن میں شریک ہوگئے۔ مزید یہ کہ اپنی فریب کاریوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اسے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی جانب منسوب کر دیا۔

کیا یہ امام جعفر رحمہ اللہ کی پیدائش کا دن ہے۔۔۔؟ اب عوام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی پیدائش کا دن ہے اور بعض ان کی وفات کا دن ٹھہراتے ہیں لیکن حقیقت سے دونوں بے خبر ہیں۔ اس لئے کہ امام صاحب نہ اس دن پیدا ہوئے اور نہ وفات پائی۔ آیئے! شیعہ کتب سے ان کی پیدائش و وفات کو دیکھتے ہیں:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی پیدائش و وفات:

(۱) حضرت امام جعفر صادق ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۵ شوال المکرم ۱۴۸ھ میں ۵۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ [1]

---

(1) چودہ ستارے، نجم الحسن کراروی ص: ۲۵-۲۶۔

شیعہ کی ایک دکان سیٹھ برادر شاہ عالم مارکیٹ سے بھی شائع کیا جاتا تھا۔ یہ کیلنڈر دو رنگے ہوتے ہیں ان میں خوشی کے ایام کو سرخ اور دیگر ایام کو سیاہ رنگ سے شائع کیا گیا ہے۔ اس میں ۲۲ رجب کی تاریخ کو خوشی کے طور پر شائع کیا گیا ہے اور ساتھ لکھا ہے "مرگ معاویہ"

(۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چند وصیتیں کر کے رجب ۶۰ھ میں انتقال کر گئے۔ ①

(۴) رجب ۶۰ھ کی بائیسویں تاریخ پنجشنبہ کے دن دمشق میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ مدت امارت انیس برس تین مہینے ستائیس دن ہوئے۔ ②

(۵) تاریخ اسلام میں عبدالرحمٰن شوق نے صفحہ ۵۶۳ پر یہ سرخی قائم کی ہے "بیعت یزید وفات امیر معاویہ ۶۰ھ"

(۶) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بماہ رجب ۶۰ھ میں وفات پائی۔ ③

یہ تمام حوالہ جات شیعہ کتب اور دیگر معتبر تاریخ کی کتابوں سے درج کئے گئے ہیں۔ جن میں کہیں ۲۲ رجب اور کہیں رجب کا مہینہ ان کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ۲۲ رجب ہی ہے۔

اب غور فرمایئے! شیعہ حضرات تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی دشمنی میں اس فعل شنیع کا ارتکاب کر رہے ہیں جبکہ بے چارے سُنی مسلمان بلاوجہ اس بدعت کی نحوست کا شکار ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے امام مالک رحمہ اللہ کا فرمان کیا خوب ہے:

« مَنِ ابْتَدَعَ فِي الْإِسْلَامِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا خَانَ الرِّسَالَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

---

❶ تاریخ ابن خلدون حصہ دوم ص ۶۰۔

❷ تاریخ طبری، حصہ چہارم ص ۱۶۳، نفیس اکیڈمی کراچی۔

❸ تاریخ الخلفاء۔

﴿ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِيۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ﴾ ①

''جس نے دین میں بدعت کو ایجاد کیا اور سمجھا کہ یہ اچھی ہے اس نے یہی گمان کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کا پیغام پہنچانے میں خیانت کی اس لئے کہ اللہ نے تو فرما دیا ہے کہ میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو مکمل کر دیا اپنی نعمت کو بھی تم پر پورا کر دیا اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند فرمایا۔''

پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے اس فرمان پر غور کرنا چاہئے:

﴿ فَعَلَى الۡمُؤۡمِنِ اتِّبَاعَ السُّنَةِ وَالۡجَمَاعَةِ فَالسُّنَّةُ مَا سَنَّهَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَالۡجَمَاعَةُ مَا اتَّفَقَ عَلَيۡهِ اَصۡحَابُ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﴾ ②

''ایک مومن کیلئے سنت اور جماعت کی اتباع لازم۔ سنت وہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے جاری کیا اور جماعت وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اتفاق کیا اور پیارے پیغمبر ﷺ کے اس فرمان کو دیکھئے۔''

﴿ مَنۡ اَحۡدَثَ فِيۡ اَمۡرِنَا هٰذَا مَا لَيۡسَ مِنۡهُ فَهُوَ رَدٌّ ﴾ ③

''جس نے دین میں ایسا کام کیا جو ہمارے طریقہ کے مطابق نہیں وہ مردود ہے۔''

تو پھر ہم کیوں نہ اس کام کو چھوڑ دیں جس کے کرنے سے ہم لاشعوری طور پر بغض صحابہ کا مرتکب ہو رہے ہیں اور دین کے چہرے کو بدنما بنا رہے ہیں۔ اللہ ہمیں صحیح راستے اور دین اسلام پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

❶ اصول البدع والسنن، احمد العدوی۔

❷ غنیۃ الطالبین۔

❸ مسلم۔